

# شاہ احمد رضا خاں برٹش افغانی

۱۸۵۶ء — ۱۹۲۱ء

از قلم محمد اکبر اعوان  
فاضل اردو نامہ اے سی ایٹ ایف ایل اے

Urdu Book Store / UrduBazar.com  
UrduBazar.com/UrduBookStore

## المختار پبلی کیشنز

۳۵- چان مین رنڈا چوک (ریگل) مسدود کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

بشکریہ: ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، سمندری فیصل آباد





بشکریہ :- ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، سمندری فیصل آباد  
جناب وقاص رضا القادری (مستقیم الفکر)

WWW.FarooqBook.com / @FarooqBook  
Farooq Book 0300387000

## ۵ عرض ناشر

شاہ احمد رضا خاں کے آباؤ اجداد کا تعلق افغانستان کے قبیلہ بدخ سے تھا۔ آپ کے اجداد پہلے لاہور تشریف لائے اور بعد میں رولنگھٹ بریلی تشریف لے گئے۔ شاہ احمد رضا خاں ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تعلیم سے فارغ ہو کر دین اسلام کی بھرپور خدمت انجام دی اور وسیع تعداد میں مختلف علوم و فنون پر اردو، عربی اور اجداد کی زبان فارسی میں کتابیں تصنیف فرمائیں۔ شاہ احمد رضا کے اجداد اور ان کے معزز قبیلہ بدخ سے حلق جناب محمد اکبر اعوان صاحب نے تحقیق فرمائی ہے کہ یہ قبیلہ صحابی رسول کی اولاد سے ہے اور افغانستان میں اس قبیلہ میں بڑے معروف علماء اور اولیاء اللہ گزرے ہیں۔

جناب محمد اکبر اعوان صاحب ان دنوں بلوچستان سیکرٹریٹ میں گریڈ ۲۰ کے افسر اعلیٰ اور امتیازی فاضل اسکالر ہیں۔ آپ نے پنجاب یورڈ سے فاضل اردو کا امتحان پاس کیا اور بعد میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اکنامکس کی ڈگری حاصل کی۔ بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ سے بھی آپ نے معاشیات اور سیاسیات میں ایم اے کی سند حاصل کیں۔ ساتھ ہی ایل ایل بی کی ڈگری بھی حاصل کی۔ آپ اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان بھی تشریف لے گئے اور وہاں سے پہلے Development Economics میں پوسٹ گریجویٹ ڈیپلومہ حاصل کیا بعد میں مانچسٹر یونیورسٹی سے پرنس اکنامکس میں ایم ایس کی ڈگری حاصل کی۔ جناب محمد اکبر اعوان صاحب کو لکھنے پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ چنانچہ انہوں نے شاہ احمد رضا خاں کے اجداد سے حلق اپنا تحقیقی



مقالہ ہمیں ارسال کیا اور ہم اس کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں :

ادارہ ہذا کی اپنے قارئین سے یہ گزارش ہے کہ اپنے خیالات سے ہمیں ضرور آگاہ کریں اور اسکالرز حضرات سے گزارش ہے کہ اس مقالہ کا قاری اور پشتو زبان میں ترجمہ فرمائیں اور ادارہ انشاء اللہ اس کو ضرور شائع کرے گا۔ ہم جناب محمد اکبر اعوان صاحب کے مشکور ہیں جنہوں نے ہمیں اس مقالہ کو شائع کرنے کا موقع دیا اور ادارہ ڈاکٹر اقبال احمد خاں کا بھی ممنون ہے جنہوں نے اس مقالے کے لئے ایک جامع مقدمہ تحریر کیا۔

ناشر

۱۲ جون ۱۹۹۶ء

کراچی (سندھ)

شاہ احمد رضا خان بڑیج بہت بڑے فاضل اور عالم اسلام کے جلیل القدر عالم بلکہ عبقری شخصیت کے مالک تھے اس فرزند افغان پر آج عالم اسلام کو ناز ہے۔ وہ عارف کامل، عاشق رسول اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیغمبر تھے۔ ان کا مسلک وہی تھا جو خیر القرون سے چلا آ رہا تھا ان کے وہی عقائد تھے جو عرب و عجم اور افغانستان میں مشہور و معروف تھے چنانچہ سرحد کے مشہور سیاست دان مولانا مصلح الدین فرماتے ہیں :

"احمد رضا خان بریلوی (افغانی) رحمۃ اللہ علیہ سے ہمارا اعتقاد میں اتفاق ہے۔"

(معارف رضا کراچی، ۱۹۹۰ء، صفحہ ۱۸)

اسی طرح سوات (پنج پور) کے فصیح اللسان غلام احمد ہنوزی فرماتے ہیں :

"امام اہلسنت، مجدد دین و ملت (احمد رضا خان) عقائد و افکار میں حقہ میں اور سلف و صالحین کے پیروکار تھے اور ان کو بزرگ اور اپنے آپ سے بہتر جانتے تھے۔"

(مکتوب خودنوشت، محرم ۶ اپریل ۱۹۸۳ء بحوالہ معارف رضا کراچی، ۱۹۹۰ء، صفحہ ۲۲)

پشاور کے مولانا محمد ذکریا دیوبندی فرماتے ہیں کہ اگر احمد رضا خان نہ ہوتے تو پاک و ہند سے حلیت ختم ہو جاتی۔"

(محمد مسعود احمد پروفیسر، اجالا، مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۳ء، صفحہ ۴۲)

مگر انیسویں صدی کے آغاز میں کچھ ایسے حضرات تاریخ ہند کے مطلع، نمودار ہوئے جنہوں نے ہندوستان بالخصوص صوبہ سرحد میں سلف صالحین کے سچے اور پاکیزہ عقائد کے خلاف ہم چلائی اور پختونوں کو ان کے ماضی سے



کاٹ دیا۔۔۔ شاہ احمد رضا خاں نے انھی پاکیزہ عقائد کی حمایت میں علمی اور فکری مہم چلائی اور یہ ثابت کیا کہ پختونوں کے آہوا و اجداد کے جو عقائد تھے وہی صحیح تھے۔۔۔ انھوں نے احیاء اہل سنت و جماعت کے لئے اہم کردار ادا کیا تو صرف پختون قوم بلکہ پورے عالم اسلام کو حقائق سے آگاہ کیا اور منزل کی طرف رہنمائی کی۔۔۔ وہ پختونوں بلکہ تمام مسلمانوں کے محسن اعظم ہیں۔۔۔

انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد سرزمین ہند میں عربی اور فارسی زبانوں کا مستقبل خطرے میں پڑ چکا تھا، عربی زبان کی نسبت شارع اسلام علیہ السلام اور فارسی کی نسبت افغانستان سے ہونے کی وجہ سے شاہ احمد رضا خان افغانی نے ۱۹۱۸ء سے ان دونوں زبانوں میں تیزی سے تصنیف و تحقیق کا سلسلہ شروع کیا۔۔۔ آج صرف ان زبانوں میں ۷۰ سو سے زیادہ کتب ان کی یادگار ہیں جبکہ دیگر کی تعداد سات سو سے تجاوز ہے۔۔۔

وہ کفار و مشرکین کے خلاف تھے۔۔۔ وہ چاہتے تھے کہ کفر اور اسلام کو اپنے اپنے دائروں میں رکھا جائے، وہ کفار و مشرکین سے وہی سلوک روا سمجھتے تھے جو اسلام نے رکھا ہے۔۔۔ ان کی خواہش تھی کہ اسلام پھلتا پھولتا رہے اور کوئی بھی اس گلشن کو ہڈ نہ کر سکے، وہ اسلاف کے اسی مسلک و مشن کے احیاء کے لئے زندگی بھر کوشش کرتے رہے۔۔۔ ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کے وہ علماء جو انگریز کے زیر اثر تھے اور اس کے عزائم کی تکمیل میں لگے تھے ان کے مخالف ہو گئے بلکہ ان کے جانی دشمن ہو گئے اور ان کے خلاف مہم شروع کر دی۔۔۔ ان نام نہاد ہندوستانی علماء نے جھوٹے الزام لگائے۔۔۔ اس پختون فاضل کو ذلیل و رسوا کیا اور پختونوں کو یہودی اور اسرائیلی کہنے سے بھی دریغ نہ کیا، چنانچہ مولوی حسین احمد مدنی نے پختونوں کا مذاق اڑایا اور ان کے اجداد کو یہودی اور اسرائیلی کہا۔۔۔ شاہ



امیر رضا خان افغانی کا تعاقب کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں :  
 ”اپنے اجداد یودی اسرائیلی کی ہڈیوں کو زندہ کیا  
 ہے۔“

(حسین احمد 'الشاب الثاقب علی المسترق الکاذب'  
 مطبوعہ سارنہور، صفحہ ۷۷)

مولوی سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریزوں کی حمایت  
 اور پختونوں کے خلاف جنگ کی 'اس جنگ میں ہندوؤں اور انگریزوں دونوں  
 نے ان کی مدد کی' ۱۸۵۶ء میں اس پختون کش مہم کا آغاز ہوا جس کی تفصیلات  
 مولوی حسین احمد کی کتاب 'تغش حیات جلد دوم میں ملاحظہ کی جاسکتی  
 ہے۔

پختونوں سے اظہار نفرت کرتے ہوئے ایک موقع پر سید احمد بریلوی نے  
 فرمایا :

”مجھے ان (پختون) لوگوں سے ایسی نفرت ہے جیسے  
 کسی کو اپنی تے سے نفرت ہوتی ہے۔ میں ان کے  
 ملک میں قیام سے بھی اسی طرح نفور ہوں۔“

(غلام رسول مرزا سید احمد شہید، مطبوعہ لاہور، صفحہ ۷۹)

۱۸۳۰ء میں پشاور اور کوہاٹ پر قبضہ کیا، دو ہزار پختونوں کو شہید کیا، ایک  
 ہزار زخمی ہوئے (جنہر تھالیسری تواریخ مجید، صفحہ ۳۹) اس مسلم کش تحریک  
 میں سید احمد بریلوی نے بہ نفس نفیس خود حصہ لیا، جناب غلام رسول مرزا  
 جنگ اوتمان زئی کے باب میں سید صاحب موصوف کی جنگی مہارت کا ذکر  
 کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”(سید صاحب) خود توپ کھینچ کر ایک اونچی جگہ لائے  
 بھڑائی، خود شہت ہانڈ می اور مرزا حسین بیگ کو حکم دیا

کہ اب گولے بھٹکے۔۔۔۔۔ پہلے ہی گولے میں دو سواڑ  
گئے۔۔۔۔۔

(غلام رسول مرزا سید احمد شہید، مطبوعہ لاہور، ۱۹۵۳ء، بحوالہ حقائق  
تحریک ہما کوٹ مطبوعہ لاہور، ص ۵۳)

ہختوں کو جب اپنی نسل کشی، کردار کشی اور ماموس لٹنے کا احساس ہوا  
تو وہ ہوشیار ہو گئے۔۔۔۔۔ چنانچہ پانچوہ خان نے سردار ہری سنگھ کی مدد سے  
طلبہ حاصل کیا۔۔۔۔۔ سلطان محمد خان نے رنجیت سنگھ سے مدد لے کر ہختوں  
کے علاقہ پشاور اور کوہاٹ واپس لئے۔۔۔۔۔

(مراد علی، تاریخ تھولیاں، مطبوعہ لاہور، ص ۷۷-۵۶)  
مولوی اسماعیل دہلوی کے ہم سہی اور رفیق تحریک مولوی محبوب علی نے  
جب یہ دیکھا کہ جس مہم کو انگریزوں کے خلاف بتایا گیا تھا، اس مہم میں تو  
ہختوں کو بے دریغ قتل کیا جا رہا ہے اور لوٹا جا رہا ہے، تو انہوں نے پوچھا :  
”جہاد کہاں ہے؟ تم نے کون سے دن کسی کافر کو

مارا؟“

(غلام رسول مرزا سید احمد شہید، مطبوعہ لاہور، ۱۹۵۸ء، ص ۷۷  
(۲۳۶)

پھر وہ اس مہم سے الگ ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کو واپس ہندوستان لے  
گئے، مولوی محبوب علی ایک جگہ لکھتے ہیں :

”سید صاحب کے آدمیوں نے ہختوں کے اسوال  
میں مال قیمت کی طرح کیا۔۔۔۔۔“

(تاریخ الائمہ فی ذکر خلفاء الائمۃ (۵۱-۵۲۳) قلمی  
مکتوبہ، انجمن السنن نیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، قسطنطنیہ آباد  
دہلی، ص ۸۸)



سید صاحب کے رفقاء نے ہختونوں کی نسل کشی کے علاوہ ان کی عورتوں کو بھی ذلیل و رسوا کیا۔ ان سے جبراً شادیوں کیں، چنانچہ مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں :

”وہ بعض اوقات (ہختون) نوجوان خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کر لیں اور بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ عام طور پر دو تین دو شینہ لڑکیاں جاری ہیں۔۔۔ (سید صاحب) کے مجاہدین میں سے کسی نے انہیں پکڑا اور مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھالیا۔۔۔“

(مرزا صاحب دہلوی، حیات طیبہ، ص ۲۸۰)

مگر جب خوشی خان کی ایک نوجوان لڑکی کا جبراً نکاح ہوا تو ہختونوں کی رگ حیت پھڑک اٹھی اور پھر سید صاحب کے گماشتے تمام سرداروں کو آن کی آن میں قتل کر دیا گیا۔ خود سید صاحب کو جان بچانا مشکل ہو گیا، فرار ہوئے یا غائب ہو گئے۔ ان کی موت کے احوال نہیں معلوم۔۔۔ ہاں مولوی اسماعیل دہلوی ہختونوں کے ہاتھوں مارے گئے۔۔۔ (حیات سید احمد شہید، ص ۲۸۸)

ان واقعات کی حقیقت جاننے کے لئے شاہ حسین گریزی کی کتاب ”حقائق تحریک ہلاکوٹ“ کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔۔۔

حقائق کی روشنی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ سرحد پر انگریزوں کی گرفت مضبوط کرنے کے لئے یہ جنگ لڑی گئی، جیسی تو ہندوؤں اور انگریزوں نے دل کھول کر سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی کی مدد کی بلکہ ہندو فوجی بھی ان کے ساتھ شریک تھے۔۔۔ سید صاحب نے ہختونوں کا خون بہایا، ان کے اموال کو لوٹا، ان کو ذلیل و رسوا کیا، ان کے عقائد کو بدلتے کی کوشش کی۔۔۔ ان تاریخی حقائق کو مسلسل چھپایا جا رہا ہے۔۔۔ اب کسی



ہختون فاضل کو یہ المناک تاریخی حقائق منظر عام پر لانے چاہئے تاکہ ہختونوں کو اصل حقائق معلوم ہوں اور دین کے نام پر جو ان کو گمراہ کیا گیا ہے اس کی حقیقت کھل کر سامنے آئے۔

نہایت حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ خود تو انگریزوں کی مدد کی اور ان سے مدد لی اور ہختونوں کے مرد جلیل شاہ احمد رضا خان افغانی کے لئے مشہور کیا کہ وہ انگریزوں کا مددگار اور خیر خواہ تھا حالانکہ ان کو انگریز سے سخت نفرت تھی اور نہ صرف انگریز بلکہ اس کی تہذیب و ثقافت سے بھی نفرت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں :

”انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام“ احمد حرام اور  
 اسیس پہن کر نماز مکروہ تحریمی قریب حرام“ واجب الامان  
 کہ جائز کپڑے پہن کر نہ پھرے تو گنہگار“ مستحق  
 عذاب۔“

(احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ جلد سوم، صفحہ ۴۴۲)

شاہ احمد رضا خان افغانی کے دلوا مولانا رضا علی افغانی نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف مجاہدین آزادی کی مدد کی جس کی پاداش میں انگریزوں نے ان کے سر کی قیمت ۵۰۰ روپیہ مقرر کی۔ (مولانا محمد ابراہیم خوشتر، تذکرہ جمیل صفحہ ۵۰)

تاریخ شاہد ہے کہ ہختون ہمیشہ انگریزوں کے خلاف جہاد اور جدوجہد کرتے رہے۔ شاہ احمد رضا خان افغانی کی رگوں میں بھی ہختون خون تھا۔ بھلا وہ کیسے انگریزوں کے مددگار اور خیر خواہ ہو سکتے تھے۔ یہ الزام ہختون قوم پر بہتان ہے۔ پروفیسر محمد مسعود احمد نے اس بہتان کا حقیقی جائزہ ”لنہ بے گناہی“ نامی کتاب میں تفصیل سے پیش فرمایا ہے جس سے حقیقت کھل کر اہل علم کے سامنے آگئی ہے۔ کیونکہ شاہ احمد رضا











دون فاضل اسے بٹوارہ چرفی میں مقفل اسے تشدد اور رفا غرض افغانی کا  
 اپنے وطن میں صحیح تعارف ممکن ہو سکے گا۔۔۔  
 فاضل مقالہ نگار محمد امجد اجمان نے منتخب جوائے سے فاضل اردو، مانچسٹر  
 یونیورسٹی برطانیہ سے پوسٹ گریجویٹ ڈیپارٹمنٹ انٹرنیشنل اور ایم۔ اے۔  
 بی بیزنس انٹرنیشنل کی سندہ جوڑتوں یونیورسٹی، کوئٹہ سے ایم۔۔۔۔۔ اسے انٹرنیشنل  
 اور ایم۔ اے۔ سیاسیات کی سندہ۔۔۔۔۔ بدلیس سے ایل۔ ایل۔ بی بھی کیا آپ  
 چارہ انصاف و قانوں سے وابستہ ہیں اور ساتھ ساتھ حکومت جوڑتوں کے ایک  
 اہم سرکاری ممبر ہیں ای سے آپ کے پیش راہ مذاقیق از خود سندہ کی  
 حیثیت رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ تشدد اور رفا غرض افغانی پر پاب و بند میں کافی کام ہوا ہے  
 مگر اس مقالے میں یہ بات پیش کیا گیا ہے ان سب سے بہ اور مفید ہے۔۔۔۔۔  
 اللہ تعالیٰ ان کو خوب نوازے اور اس موضوع پر مزید کام کرنے کی توفیق و  
 استقامت عطا فرمائے۔۔۔۔۔ آمین

ڈاکٹر اقبال احمد خان  
 (بابت سندہ)

۲ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ  
 ۲۲ اپریل ۱۹۹۶ء

## ”شہداء احمد رضا خاں بڑتیج افغانی“ ایک تاریخی پس منظر



پنجتن اور افغان نہیں چمن بھی کہا جاتا ہے تو اور، حضرت ابراہیم علیہ السلام ہونے والا حاصل ہے۔ (۱) خاندان ابراہیمی و نصیاتی اور شرف اس سے ظاہر و میاں ہے کہ کلام مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : ”یہ کہ ہم نے خاندان ابراہیم کو تائب اور عظمت بخشی اور ان کو بڑی عظمت بھی عطا فرمائی ہے“ اس خاندان کی دو اہم شاخیں حضرت ابراہیم علیہ السلام و ان کے فرزندوں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت احمق علیہ السلام و نسبت سے تاریخی قضیت و مالک ہیں۔ جنہیں ہر تیب بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔

پہلی جانب بنی اسماعیل میں خاتم الانبیاء سرور کون و مکان آقائے ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو دوسری جانب بنی اسرائیل میں حضرت احمق علیہ السلام کے بعد آنے والے تمام انبیاء جن کا سلسلہ حضرت



میں علیہ السلام تک پہنچتا ہے (۱) اور اس سے ساتھ ساتھ عظمت و سلطنت یہ دونوں نعمتیں بھی اس خاندان سے میں اس طرح رہیں کہ کسی دوسرے خاندان میں اس کی مثال نہ ملے۔ اپنی اسرائیل، فلسطین اور اس کے گرد و نواح میں شام تک کے علاقوں پر قابض رہ کر تقریباً چار سو سال تک صوبہ کرتے رہے۔ ان میں جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے یہودا کی پانچویں نسل سے فرزند "ساول" جو کہ طاقت کے نام سے مشہور ہوئے اور جن کا قرآن مجید کے دوسرے پارے میں بھی ذکر ہے (۲) انہیں وہ طاقت جو بنی اسرائیل سے عطا تھی چھین کر لے گئے تھے (دایا گیا) بادشاہ مقرر ہوئے تو ان کی راہنمائی میں بنی اسرائیل کو بہت زیادہ جاہ و حشمت حاصل ہوئی۔ ملک طاقت اپنے دور اقتدار میں جب حضرت سموئیل علیہ السلام کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے تو انہیں اپنی سلطنت حضرت داؤد علیہ السلام کے حوالے کرنے اور خود ان کی نگرانی میں اپنے دس نوجوان فرزندوں کے ساتھ جہاد میں شرکت کرنے کی بشارت ہوئی۔ (۳) چنانچہ انہوں نے اپنی سلطنت حضرت داؤد علیہ السلام کے سپرد کی اور اپنی دو حاملہ ازدواج بھی ان کی نگرانی میں چھوڑ کر جن سے دو نامور فرزندوں کی پیدائش کی بشارت انہیں حضرت سموئیل علیہ السلام کی قبر پر حاضری کے دوران ملی تھی خود کفار سے جنگ کے دوران اپنے دس نوجوان فرزندوں سمیت شہید ہو گئے بعد میں آپ کی حاملہ ازدواج کے بطن سے ایک ہی دن دو فرزند کی ولادت ہوئی جن کا نام حضرت داؤد علیہ السلام نے "برخیا" اور "ارمیا" رکھا۔ اپنے فرزندوں کی طرح ان کی بھی پرورش فرمائی۔ برخیا کو ملکی معاملات اور امور حکومت کا مشیر خاص بنایا۔ جبکہ افواج اور سپہ گری کا سلاار ارمیا کو مقرر کیا۔ آگے چل کر برخیا اور ارمیا کے دو فرزند پیدا ہوئے جنہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد نبوت میں بڑی شہرت پائی اور علم و حکمت اور قوت و شجاعت کے پیکر ہوئے برخیا

سے اپنے نام "آصف" اور ارمیا کے بیٹے کا نام "اقننہ" رکھا یہ۔ آصف  
حضرت سلیمان علیہ السلام کے علوم و فنون اور حکمت و انائی کے مشیر  
تھے۔ یہ اپنی آصف بن برخیا ہیں جن کا ذکر قرآن مجید کے انیسویں پارے  
میں مذکور ہے کہ جسوں نے مکہ بتقیس کا تخت چک جھپٹنے میں حضرت سلیمان  
علیہ السلام کے سامنے آکر کھڑا کیا تھا کیونکہ انہیں اللہ رب اعزت نے کتاب  
کا علم عطا فرمایا تھا اور وہ اسم اعظم جانتے تھے۔ اسی طرح ارمیا کے فرزند کو  
ہو کہ فن سپہ گری میں یکتا تھے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے سپہ سالار  
ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ان دونوں بھائیوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام  
کی مروت و شفقت حاصل رہی اور آپ کے حکم سے جن و انس ان دونوں  
بھائیوں کے تابع حکم رہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی رحلت کے بعد مسجد اقصیٰ کی تکمیل بھی  
ان دونوں بھائیوں کی نگرانی میں دیو۔ پریوں اور جنات کے ذریعہ ہوئی جس پر  
چالیس برس کا عرصہ لگا۔ پشتو زبان بھی اقننہ و اصفیہ اور ان کی اولاد کے غیر  
انسانی مخلوق یعنی جنات۔ دیو۔ پری وغیرہ سے زبانی رابطے کی بنا پر پروان  
چڑھی۔ (۳) چنانچہ ارض مقدس فلسطین اور بنی اقصیہ کے تصرف میں  
رہے۔ آصف کے اٹھارہ فرزند تھے جبکہ اقننہ کے چالیس لڑکے ہوئے۔ آگے  
چل کر اقننہ کی اولاد مزید بڑھی اور دونوں اطراف ایک دوسرے سے مدغم  
ہو کر بنی اقننہ پھر افغان کہلانے لگے۔ جب بخت نصر نے بیت المقدس کو پامال  
کیا تو اولاد آصف اور اولاد اقننہ۔ یعنی افغانوں کو اپنے آبائی وطن فلسطین و  
شام سے جلا وطن ہو کر جبل غور۔ خراساں۔ سیستان اور اطراف کے عرب  
علاقوں میں آباد ہونا پڑا۔ بنی اسرائیل کے عرب میں آباد ہونے والے خاندان  
میں حضرت خالد سیف اللہ کی اسلامی خدمات بے مثال ہیں۔ آپ نے  
خلافت راشدہ کے دور میں اسلام کو مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں





رہی اور شیخ جیت جاتی ہے۔ بعد حسین و علیہ و صلواتہ علیہا علیہم اجمعین 'بارگاہ زکی'  
بسا زکی نور زکو زکی کما جاتا ہے۔

### پشتون یا پختون



حضرت سلیمان علیہ السلام سے محد نبوت میں پشتو زبان 'پنی' سرائیکی اور  
غیر نسبی حقوق و معانات وغیرہ کے کہیں میں ہوں پانی سے بھی چھوڑ۔ اس  
پانی و پوٹے والے بعد میں پشتون ملائے۔ عادیہ ازین بنی اسرائیل میں  
ایک نامور قبیلہ بنی پنت سے نام سے تھا۔ (۵) انہی حضرت سلیمان علیہ السلام  
سے زمانہ میں اپنی اثر و رسوخ حاصل تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام سے  
محد حکومت میں بھی قائم رہا۔ بد و فنی سے بعد بنی پنت و پشتون مہاجرت  
کے بعد ایک پشتون نور پشتون ایک ہی سلطان ہے جس سے مراد پشتو یا  
پختون پوٹے والے ہیں۔

### لفظ پھمان کا تاریخی حوالہ



حضرت خلد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بھاری اور اسلام کے  
لئے جانثاری کے مظاہروں نے پیغمبر اسلام کی بہت قربت اور شفقت دلائی اور  
آپ کو سیف اللہ کے لقب سے نوازا گیا۔ انہی حضرت خلد بن ولید رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ بخت نصر بلی کے ظلم و ستم سے نکل  
خروج سے قیام کے کافی لوگ فراسان 'نور نور سیستان کے پرہیزی ملائیں



میں جا رہا ہو سکے ہیں۔ یہ ایک بڑا دل قاب میں اس کے خاتمہ میں  
 اس کے لئے تعلق ہیں۔ اس کے لئے تم اپنے من میں یوں و احلام کی دعوت  
 ہے۔ پہلی شخصیت سنی ہے وہ علم کے علم پہ قدرت خاتمہ بن وید رشی  
 نے قوی بننے کے لئے وطن کی سرزمینوں کو مقبوتات میں جس کا حقیقت حال  
 کو معلوم رہے کے لئے ہی سرزمین کے بارے میں الزام ایک سرود قیس  
 مانی اپنے سردار کی قیادت میں حیدر منورہ تھی اور بار رسالت میں حاضر ہوا  
 (۱) جس میں مشرف بہ احلام ہونے کی دعوت ملی۔ فتح کے دور میں یہ  
 ایک وفیر احلام حیدر احلام کے ساتھ رہے اور حیدر منورہ سے کہ ملام  
 کے غم کے دوران ساری اور جرات کے فی مقدمے کے نتیجہ میں وفیر  
 احلام حیدر اصلہ واسطہ سے قیس کے جہانی نام کو عبدالرشید سے بدلا اور  
 فرمایا کہ اس مزاجی سے میری امت ایک عظیم طاقت پیدا ہو گا جو جرات  
 و شجاعت میں ایمانی ہو گا اور دین اسلام کا بھان بھانے کا (۲)۔ بھان بھان  
 میں شجاعت کے اس نئے و سہا جاتا ہے کہ جو پیش پانی اور سمندر کی موجوں اور  
 نسیمات میں رو رہی سلامت رہتا ہے اور ان کا اثر نہیں لیتا۔ وفیر احلام  
 کے علاوہ اس لقب کو قاب صوت افغانی کے مصنف حاجی محمد زردار  
 خان نے "بھان" لکھا ہے بعد "قاسم خورشید بھان" کے مصنف شیر محمد  
 خان نے اسے "بھان" لکھا ہے بعد دونوں کی وضاحتیں ایک ہیں اور یہ وہ  
 نے اسے شجاعت کے سمندر کے پانی میں ڈوبے ہوئے حصہ کی جانب اشارہ کیا  
 ہے۔ لفظ بھان یا بھان کے جا رہے بھان کھایا جانے لگا خصوصاً ہندوستان  
 میں افغانوں کی آمد کے بعد انہیں بھان کہہ کر پکارا جانے لگا۔ "بھانوں کی  
 اصلیت اور ان کی تاریخ" کے مصنف خان روشن خان نے اپنی تحقیقات کا  
 نتیجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بھنوں۔ پھنوں۔ روید۔ سلیمانی۔ بھان  
 اور افغان ایک ہی خاندان کے مختلف نام ہیں۔

## اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ افغانستان



امیر شاہ ابدالی الیہ کے وہ چار مسلمان خیران تھے جنہوں نے افغان  
قبائل کو متحد کیا۔ انہیں مختلف افغان قبائل کے مشترکہ جرموں کے ذریعہ  
ہم ملحق قدمدار میں افغان قبائل کا سداں مقرب کیا گیا۔ ان کی اسلام دوستی۔  
خدمت اور کجی قیادت کے پیش نظر افغان انہیں اپنا قائد اور مورث اعلیٰ  
تصور کرتے ہیں۔ مہربوں کے علم و سحر سے انہوں نے ہندوستان کے  
مسلماںوں و پانی پت کے میدان میں قسمت فاش دے کر افسانہ عظیم پیدا  
کئے انہیں اامت طاہرہ اقبال نے فرمایا

### مولد اللہ یا پیدا شو

چنانچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اگر امیر شاہ ابدالی کے مشورہ پر عمل کیا  
جاتا اور فقہاء للعدالہ کو انہیں اپنے ساتھ لے جانے دیا جاتا اور بعد میں اسے  
انگریزوں کے ساتھ ساز باز کر کے اسلام دشمنی اور افغان کشی کا موقع نہ ملتا تو  
ہندوستان میں اسلام کی خیرانی کا روشن سورج ابھی غروب نہ ہوتا۔ امیر شاہ  
ابدالی بزرگان دین، مشائخ عظام کو ایسے جرائم سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔  
ہاتھوں میں تپ و حضرت میوں مہر پہنتی سے بڑی محبت تھی۔ آپ جب بھی  
پشاور تشریف لاتے تو یہاں مہر کی خدمت میں ضرور پیش ہوتے۔ پانی پت کی فتح  
کے بعد جموں افغانوں کی شہادت کا دوا مانا جا چکا تھا۔ آپ نے حضرت میوں  
مہر چشتی کے مشورہ سے اس علاقے کو جموں افغان صدیوں سے سکونت پذیر  
کئے تھے۔ یہی خراسان۔ فرجستان۔ پاکستان اور زامستان کا جانا تھا۔  
اسے افغانوں کی نسبت سے افغانستان کا نام دیا گیا گو اس پر اسے ملائے پر بھی





محقق ہیں اور یہ علماء کی ایک گزائی تہذیب و آداب کی علامت ہے اور ہشتاد  
 سالوں میں جس وقت تھے جبہ افغانستان میں بولے جانے والی دوسری زبان  
 رہی ہوگی۔ اس طرح فارسی اور ہشتاد زبان اسلامیان ہند کا طرز امتیاز  
 رہا۔

عربی زبان کے علاوہ عربی ادب و ثقافت کا قدم ترسواہ فارسی زبان  
 میں ہے اور اس کی طرف عربی زبان کی طرف افغانستان کی بھی توجہ ہے اور ہشتاد  
 سالوں کے ساتھ ساتھ ملک کے طرز و عیش میں بولی جاتی ہے اگر عربی زبان  
 کو اسلام کا نام و روح تصور کیا جائے تو اس نام و روح کی علامت فارسی  
 زبان بنے گی۔ اس زبان کے خدا کے کلام۔ فرمودات نبویؐ اسلامی  
 لوگوں و ثقافت کی تشہیدات کا آقا سلامیہ بنے گا۔ اس پر مسلمانان عالم  
 غرہ۔ فارسی زبان کے نامور شعراء، علماء، محقق و محبت کے پیروکاروں کے  
 مسکن ہونے کا سرزمین افغانستان کو شرف حاصل ہے۔ ہندوؤں خدا کو اپنے  
 ایک حقیقی اور خالق زلی سے جوڑنے اور جاننے کا فریضہ شروع سے انبیاء  
 ابراہیم اور اویسا کے مقام کے نامہ برد ہے۔ اس نسبت سے ادیبوں افغانستان و  
 آریہوں کے تو ارض مقدس فلسطین جو کہ آقا کے نام مصلی اللہ علیہ و آلہ  
 کے علاوہ ہند انبیاء کے نامہ بردی جائے وادات و سکونت رہی۔ اس مقدس  
 سرزمین سے افغانوں کے آہو بہادری نسبت حاصل ہے جو بہت نامہ کے علم و  
 حکم سے ایک آریہوں سے مراعات کے افغانستان میں سکونت پذیر  
 ہوئے۔ ہر نبی کے زمانے میں ان کی امتوں میں اویسا کے ابراہیم بھی رہے  
 انہیں انبیاء ابراہیم کے بعد خداوند کے قریب نصیب ہوا۔ انبیاء ابراہیم کا  
 سلسلہ تو اللہ رب اعلا نے بحث نبوی پر ختم فرمایا اور پیغمبر اسلام نے  
 فرمایا: "اما حاتم البجن" یعنی مجھ پر اللہ نے نبوت ختم فرمائی۔ لیکن  
 ولایت کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کی امت میں جاری و ساری رہا۔





ارض مقدسہ میں صلاۃ اللہ بن ابوبہ سے شیریں رہنما کے  
 معرکے اندوختوں میں اسلامی اقدار۔ تنزیل و ثقافت کی پامالی تاریخ کا حصہ  
 ہیں۔ چنانچہ یہودی و نصاریٰ جہاں قوت کے ذریعہ اسلام کو مٹانے میں ناکام  
 رہے وہیں عمرو فریب کے ذریعہ انہوں نے اسلامی اثاث کو بھونک کر  
 میں ابلیس نہیں چھوڑی۔ حضرت علیؓ علیہ وسلم کے جسد اقدس کو  
 روضہ مبارک سے نکالنے کی یہودی حکمت بے سار۔ اہل کفر عرب کے  
 ذریعہ سلاطین و ملوک کو غلام کر کے ان کے ذریعہ بھی  
 بن عبدالمطلب و انگریزوں کا۔ کاربن برصغیر اسلام اور  
 مسیحیت کی فوری بے حرمتی اور دین تین پر قائم رہی رکے وہی عقائد کو  
 چھینا۔ محمد بن عبدالمطلب کے مسلک و ساری اسلامی دنیا میں پھیلائے کے  
 لئے اس کے مقصدوں کی راستہ۔ درے نئے فرض ہر طرف سے پذیرائی۔  
 وہاں عقائد کی تشبیہ و توضیح کے لئے ادارے قائم رہا وہ تمام حربے ہیں جن  
 سے وہ یہودی یا احمادیہ اسلام دشمن قوتوں نے اعانت کی اور ان کے ذریعے  
 اسلام کی اصلی سنت و دھار اور مجموعہ یا اور دین لیا نظر فردشوں کے طائفہ  
 ہر اول دست کے طور پر استعمال کر کے تمام اسلامی دنیا میں تک کہ سرزمین  
 تبارہ یمن کو بھی اسلام کی اصل روئے اور تعمیرات۔ عقائد و عمل سے محروم  
 کر دیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں کہیں عربی اور بری نقل و حمل ممکن  
 تھی وہاں تک یہودی و نصاریٰ نے اسلام کو مٹانے کے لئے ہر ممکن طریقہ  
 کیا۔ پورے عالم اسلام میں جو خطہ ارض اس دست برد سے محفوظ رہا اس  
 کو افغانستان کہا جاتا ہے۔ چنانچہ پوری اسلامی دنیا میں یہی وہ جگہ ہے جہاں  
 اسلامی تنزیل و ثقافت۔ عقائد اور اعمال اپنی اصلی حالت میں جس طرح کہ  
 قیس عبدالرشید صحابی رسول اور افغانوں کے مورث اعلیٰ لائے تھے۔ قائم  
 رہے اور اس طرح تجربہ صانع جنہوں نے قیس عبدالرشید کو ملت اسلامیہ کا



بھٹو و بھٹو قبیلہ قبائل میں رہتے ہیں جن میں سے ایک میں دین اسلام  
 خود پورا ہے اور ایک میں صرف ایک جیت ہوئی اور چاروں ایسی چوٹی کا زور  
 رکھنے کے لیے انھیں افغانستان کے قریب سے اور نہ ہی قندھار اور ریش  
 وائیں سے قریب انھوں نے مقدمہ اور دینی آئینوں میں کوئی بگاڑ پیدا  
 رکھے چنانچہ انھیں ان کے لیے اور ان کے لیے چاروں طرف سے  
 یہ کہہ دیا جائے۔ انھیں تمام قندھار کے لیے انھیں اور ہندوستان کو پہلے  
 رسالت دینے کی بجائے انھیں ان کے لیے بھٹو بھٹو بھٹو بھٹو  
 انھیں انھیں افغانستان سے قریب سے اور یہ انھیں انھیں انھیں  
 انھیں اور انھیں انھیں انھیں انھیں انھیں انھیں انھیں انھیں

نور خدا ہے کلر کی ہر حرکت چاندان  
 پوٹوں سے یہ چاند بھٹو نے ہالے کا

بھٹو دین و ملت کی بقا و تحفظ کے لئے

فرزند افغانستان احمد رضا خان

اور آپ کے قبیلہ بڑی کی خدمات



بیگانہ پہلے کہ آیا ہے نہ سرزمین افغانستان تحفظ اسلام کا ناقابل تسخیر  
 قلم حیات ہوئی۔ دین اسلام کے عودن تحفظ اور پیادہ کے لئے فرزند  
 افغانستان نے عزم صحیح استعمال اور پامردی سے کام لیا چنانچہ اگر قیام و شمشیر  
 کی بات ہو تو بھٹو بھٹو بھٹو بھٹو بھٹو بھٹو بھٹو بھٹو بھٹو  
 فراہم ہیں۔ تصوف و روحانیت کی طرف دیکھا جائے تو خواجہ ابوالحسن

خرقہ سے لے کر مولانا عبدالرحمن جہی تک ان گنت مشاہیر اسلام اور  
 خدام دین کو اسی سرزمین نے جنم دیا ہے جنہوں نے قیامات اسلام کو زیب  
 تن کیا کر رہتی دنیا تک اسے پھیلایا۔ بالخصوص ہندوستان جو کہ کفر و شرک کی  
 تہ بکاؤ تھا اس خطہ ارض کو نور اسلام سے منور کرنے والے مجدد الکامر اولیاء  
 ابراہیم اور صالحین افغانستان کے رہنے والے یا اس خطہ زمین سے گزر کر  
 ہندوستان میں وارد ہوئے۔ ان سب کا اس مختصر سے رسالہ میں ذکر کرنا ممکن  
 نہیں۔ البتہ مولانا شاہ احمد رضا خان کی نسبت سے آپ کے قبیلہ بدیعی کے  
 چند فقہاء اور اہل اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

### شیخ بسن بدیعی



آپ تھانہ جوانی میں افغانستان کے قصبہ دہ سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے  
 اور قصبہ سلا میں آپ نے دست سوال سے بچنے کے لئے شرعی طریقے سے  
 قیادت کرتے اور عوامی منافع محکموں، فقیروں اور لاچاروں پر غرضی فرماتے تھے۔  
 انھوں سے تنسو بھی خشک نہ ہوتے۔ پشتو زبان میں درد بھرے اشعار کہتے  
 جنہیں سن کر ہر کس و نامکس کو رونا آجاتا۔ ایک پہر رات آرام فرمانے کے بعد  
 وضو تازہ فرما کر عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ پانچوں وقت نماز ادا کرنے سے پہلے  
 وضو تازہ فرماتے۔ ہر روز قرآن مجید کے پندرہ پارے تلاوت فرماتے اس طرح ہر  
 دوسرے روز فتم کا مہمید کرتے تھے۔ ۱۳۰۶ سن ہجری میں احمد آباد کے مقام پر  
 آپ کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ (۸)

### شیخ الشیخ حضرت شیخ ثابت بدیعی



آپ افغانستان کے دار "ہمت" میں رہتے تھے۔ دل میں نہیں تو کہ اپنی  
 قید تھوڑے سے فز پر مشتمل ہے اور ایک گوشے میں پڑا ہے۔ کوئی ایسی جگہ  
 رہائش رکھی جائے تو انداز لے شور شراب سے محفوظ ہو۔ آپ نے "و"  
 آمیز کو ایسی جگہ تلاش کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے کچھ جگہ کے بعد  
 "شوراک" کے مقام پر وہاں تن علی افغان قید پڑھا تھا ہے پڑھ لیا۔ بین  
 پانی کا چشمہ پھوٹا تھا اور آب رسانی کی تالیف کا فائدہ تھا۔ اس کے علاوہ  
 شہر لوگ کے پاس کافی سے مقام پر بہت قید تھا، تھا تو اپنے علاوہ کسی  
 دوسرے کو خاطر میں نہ آتے تھے۔ ان کی دست درازی "ایڈار سانی" کا فائدہ و رہائش  
 تھا۔ علاوہ انہیں سانپ، بچھواس اور ضرر رساں حشرات ابرش کی یہاں بہتات  
 تھی۔ فیج ہمت سے آدھوں نے ان قیوں غداات سے آپ کو سکاہ فرمایا۔ آپ  
 نے تازہ وضو کرنے کے بعد دعا فرمائی جو بارگاہ اندنی میں قبول ہوئی اور آپ  
 نے شوراک کا سفر فرمایا۔ چنانچہ گوشے کا پانی بہہ آیا۔ سانپ بچھوس سے آپ کا  
 قید محفوظ رہا اور بلچوں کو بھی آپ کے قید سے چھینے غانی کی بھی ہمت نہ  
 ہوئی۔ سمجھنا چاہی اس جگہ بیکس کے آیا ہو سکے۔ اسی طرح چونکہ آپ حضرت  
 خواجہ مدد داشت جن و نسبت سے خواجہ معین الدین قاضی کلائے اور سلطان  
 احمد کے ہا سے مشہور ہوئے تھے آپ کو دل ارات تھی۔ آپ ان کے مرید  
 اور خلیفہ تھے۔ ایک دن آپ حضرت خواجہ مدد داشت کی خدمت میں بیٹھے تھے  
 تو آپ نے قیوں مرید فرمایا کہ شوراک میں آپ نے قید پر مصیبت نازل ہونے  
 والی ہے۔ فیج ہمت نے قیوں بار عرض و "اللہ رحم فرما اور بلا کو مٹا دے۔"  
 تھوڑے دنوں بعد قہ عار کے قہباش بادشاہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ بچوں کے  
 وطن شوراک پر حملہ کرے۔ فوج روانہ ہو گئی تو راستے میں ایسے ایک گھڑ سوار طا  
 اور سوار فوج کو حکم نامہ دکھایا جس پر لکھا تھا کہ جسیں بچوں کے طاقت میں

ماننے کی اجازت نہیں۔ فوج واپس واپس اور بادشاہ کو خیمہ بند، صیانت و تحفظ  
 اس کے لئے لگا کر دیا۔ یہ میں نے نہیں تھا بلکہ خدا ان حالات کی حفاظت چاہتا ہے  
 جس میں اس کے مقبول بندے کو یہ امانت اور صاحبِ حال کو رکھتے ہیں۔ اس لئے  
 ان پر چھائی کی ندرت میں کرتے ہیں۔

### فتح الیاس پونج



آپ بھی فتحِ مہبت کی طرح حضرت خواجہ مودود چشتی اور کے مرید اور بعد  
 میں خلیفہ ہوئے۔ ایک لمبے عرصہ تک آپ اپنے حضرت کی مقامی نسبت رہے۔  
 یہاں تک کہ پانی کے مشکیزے انہیں اور آپ کے کندھوں پر ڈھم اور اس زنبور  
 میں بیٹے پڑ گئے۔ چنانچہ آپ کی خدمات سے خوش ہو کر حضرت خواجہ مودود  
 چشت نے فرمایا کہ مانگو جو چاہے ہو تاکہ تمہیں اللہ پاک سے ملو۔ آپ نے  
 عرض کی کہ حضرت ”ترکش و تہ بلات“ چاہتا ہوں۔ حضرت خواجہ مودود چشت نے  
 فرمایا اچھا آپ کو خدا سے دیر و ترکش دوا دے گا۔ چنانچہ آپ اپنے ہی و مرشد کی  
 اجازت سے اپنے وطن واپس گئے۔ راستے میں انہیں چھ اکھ سے چکر حضرت  
 خواجہ مودود چشت کے اونٹوں کی ایک لمبی قطار ملی جو گھر کو جا رہے تھے۔ فتح  
 الیاس نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اپنی مسواک ان اونٹوں کی طرف پھینکی چنانچہ  
 سارے کے سارے اونٹ وچیں ڈھیر ہو گئے۔ حضرت خواجہ کو جب اطلاع ملی تو  
 آپ نے فرمایا کہ صوفیوں کی عطا و سکا اور ان کا قول واپس نہیں ہوتا۔ الطریق  
 حضرت خواجہ کی عطا کردہ ”ترکش و تہ“ والی دعا بعد میں آپ کے قبیلہ کے کام  
 آئی اور اس جوہر سے مصنف کے انہوں نے ہندوستان میں جرات و بلوری کے  
 انہی نقوش چھوڑے۔ (۹)



## حضرت مائے شہباز ہدی



حضرت شیخ مائے شہباز ہدی مجدد صفت، مست فاضل، خدا رسیدہ، اللہ کے  
مقرب بندہ تھے۔ آپ بچپن میں چار برس تھے اور بیٹھ صحراؤں میں رہا کرتے  
تھے۔ حضرت شیخ بہت دین دار پلے تو آپ نے ان کو بھی آپ سے بیوی عقیدت،  
ارادت قہری سے ہیں کہ جب شیخ بہت جوان ہوئے تو ایک افغان نے آپ سے  
ایک بیوی لے لی تھی لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ اس لڑکی کا رشتہ پہنے سے کی  
اور انھوں نے پاپا پڑھا تھا اور وہ بھی خدا رسیدہ شخصیت تھی۔ لڑکی کے باپ نے  
بندہ افغانوں کو بیع کر کے مشورہ کیا اور نسب نامہ لکھا کے گئے حضرت شیخ  
مائے شہباز ہدی سے پانچ لے جا کر آپ نے انہوں خدا رسیدہ شخصیتوں سے ذبیحہ  
کہ اطمینان اور دوسرا دھرم دیکھ لیتے ہیں کہ خدا کے ہاں لڑکی اس سے منسوب  
ہے تو انہوں نے دیکھا کہ لڑکی شیخ بہت کے ہر بھی ہے تو صلح صفائی سے ان  
کام کو سرانجام دیا گیا۔

فخری آصف واقف  
شاہ احمد رضا خان افغانی کا  
بہی و فلی تعارف



اپنے علم و منہ فضل و کمال، ذہانت و فطانت، زہد و تقویٰ، روحانی تعلقات و  
باطنی امیشتات اور دیگر خدا داد صلاحیتوں کی بدولت ایسی کئی باکمال شخصیتیں



مسلماں و اہل حق۔ ان کی عظمت رفتہ و روش روشن خواب نہیں  
 گزریں۔ یہ صغیرہ و پاک میں قدم نہانے اور محبت کرنے کا موقع ہے۔ یہ  
 انہوں نے سداوں کے لیے یہ مسلمانوں کو یہی "اقتضائی اور مذہبی دھڑے  
 مصوب کرنے سے اپنے قوم و ممالک کو استقامتیں نیا یا خصوص مسلمانوں کے  
 بندہ نہ ہو۔ ان کے مسلمانوں کی تہذیب و رسالت سے واسطی کو بھونچنے سے  
 لے کر حق طعن سے محض کو اصرار کیا ان مایوس نہیں اور دیگر کوششوں سے  
 ناموں رسالت اور ان میں میں لی اثاث کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے شاہان  
 رسالت اعلیٰ کے بندہ تحت "جرات و سبب بانی نے آپ کی شہادت و صبر  
 پاک و اہل حق کے ساتھ اقتضائے عالم میں پہنچا دیا۔ آپ کے حیات اکیس مہلی و روحانی  
 ارباب ملت اسلامیہ پر آپ کے عظیم احسانات کی جتنی جاتی نشانیاں ہیں۔ آپ  
 نے سترے قریب عوالم پر عظیم ایسے آثار حب و رسالت ملو زمین میں سے قریب  
 قریب سو فارسی و اردو اور بقا و سو عربی زبان میں تحریر ہیں یا کار پھولے میں  
 انہیں دیکھ کر انہیں رات کو بیدار رہا کہ ان کا کردار قریب فرمیں اسلام کو  
 جاننے میں نام نہاد مسلمانوں نے عقیدت و محبت کے آپ پر پھول پھار کئے۔  
 آپ و امام امت "مہدیین و ملت و امامتے راز اور عاشق رسول کے اقطاب سے  
 نواز آئی۔ احسان مندی کا یہ حال ہے کہ تن مددوں مسلمانوں کی عقیدتوں کا  
 آپ مرز ہیں۔ آپ نے ملی ملی اور روحانی کارناموں پر مختلف زبانوں میں پانچ  
 ہندوستان سے طاوہ اکثر ممالک کی جامعیت میں بھی تحقیق کا کام جو رہا ہے۔

پچاسویں صدی ہجری کے اس نابغہ مصر کی ایسی خدمات میں کوئی دوسرا ان کا  
 ہم پلہ نہیں۔ عشق مصطفیٰ کے جو جلوے اور معیار آپ نے قائم فرمائے وہ دونوں  
 کو گمانے اور وجدان کو عشق مصطفیٰ میں تڑپانے کا کام دے رہے ہیں۔ خدمت  
 اسلام کی اس نسبت سے اگر شاہ احمد رضا خان اعلیٰ کے حسب و نسب پر غور کیا  
 جائے تو کئی حد سے حل ہوتے نظر آتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبت



اطاعت اور مشق ہمار کی امانت پر ایسی نسبت سے تپ تم پہنچی۔ اس نے آپ کے ظاہر و باطن کو درخشندہ ستارہ بنا دیا جس نے اپنی کرنوں سے تاریکیوں کو روشنی میں بدل ڈالا۔ آپ کی یہی عظمت کو اگر حقیقی نظروں سے دیکھا جائے تو جن حقائق کی عکاسی ہوتی ہے وہ مختصراً حسب ذیل ہیں :

شہد احمد رضا خان کی نسبی اور نسل و اسگلی



امام اہلسنت و جمہور دین و ملت شہد احمد رضا خان افغانی نسب و نسل کے لحاظ سے افغان ہیں۔ آپ کا نسبی سلسلہ افغانستان کے مشہور و معروف قبیلہ یوچی سے جو افغانوں کے جد امجد قیس عبدالرشید (۱) سے بطور اسلام کی خدمت عالیہ میں حاضری دے کر دین اسلام کو قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی کے پوتے شریون الملقب شرف الدین کے پانچ بیٹوں میں پوتے بیٹے یوچی سے جاتا ہے۔ بدو قین بیٹوں کے نام شیرانی۔ مہمان اور اوزمڑ ہے۔ شریون یعنی شرف الدین کے والد کا نام شویہ بن جینی سیف الدین ہے جو افغان نسل کے ہانی قیس عبدالرشید کے بیٹے ہیں۔ یوچی افغانستان کے صوبہ قندھار کے سرحدی علاقہ قندھار کے گرد و نواح میں "شوراوک" میں آباد ہیں جو بلوچستان کے ضلع گاگی کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ اس طرح یوچی پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے اضلاع گاگی اور کوئٹہ بالخصوص کوئٹہ شہر میں کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ تاریخی لحاظ سے یوچی نہ صرف بلوچستان بلکہ صوبہ سرحد اور غیر منقسم ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں قندھار سے جا کر سکونت پذیر ہوئے۔ مثلاً ہمایوں افغان بدخشاں میں قندھار رمت خان (۲) اور دودے خان جو کہ آپس میں چکا زار بھائی تھے کہ ابہاد کی اصل جائے سکونت گلوں اور میر تحصیل صوابی ضلع سوات ہے۔ جو کہ ۱۷۷۰ء کے

کائنات میں ان کے دوست اعلیٰ شہاب الدین بکتون بونج کے نام سے درج ہے۔ ان کے وہ من اقوال ہندوستان میں آج تک مالکان دسمہ اور اسی علاقہ میں آباد ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کی ریاست رامپور کے حکمران خانہ ان کے مورث اعلیٰ سردار داؤد خان (۳۳) کے حلقہ لکھا گیا ہے کہ وہ شاہ عالم خان کے فرزند تھے جو قبیلہ بونج سے حلقہ ہیں۔ غیر منقسم ہندوستان کی ریاست جمہور کے رئیس اور اس ریاست کی مسلم آبادی بونجوں پر مشتمل تھی (۳۴)۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے رئیس جمہور کو جنگ آزادی میں انگریزوں کو شکست دینے کی پاداش میں سولی پر لٹکایا۔ تاریخ ہندوستان افغانوں کی شہادت جرات و بہادری بالخصوص بونج قبیلے کے حیرت انگیز اسلامی جذبے اٹھار اور قربانیوں سے لبریز ہے۔ تاریخی لحاظ سے اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ انگریزوں سے ساز باز کر کے شہاب الدولہ اور افغانوں سے کینہ پوری نہ کرتا اور نامور بونج جنگجو جسے حافظ رحمت خان روحیلہ کہا جاتا ہے کو قید نہ کرتا تو ہندوستان میں اسلام کی عکرائی بھی ہی ختم نہ ہوتی۔

### ریاست روہیلکھنڈ

شاہ احمد رضا خان افغانی کی جائے پیدائش ہونے کی نسبت سے روہیلکھنڈ (۱۵) کے حلقہ چند الفاظ لکھنا ضروری ہے۔ روہیلکھنڈ کا پانی ملک داؤد خان تھا جو کہ ملک قادر خان کا چھوٹا بھائی تھا۔ داؤد خان کا تذکرہ ریاست رام پور کے ضمن میں آچکا ہے اگرچہ وہ ہندوستان میں یوسف زئی مشہور ہوا جو قبیلہ بونج سے اعلیٰ ہوئی شاخ ہے جیسے کہ تواریخ خورشید جہاں صفحہ نمبر ۱۸۶ حسب و نسب سردار داؤد خان میں شیر محمد خان کنہا پور نے لکھا "صحیح میں است کہ سردار داؤد خان بن شاہ خان ابن محمود خان ابن شہاب الدین خان است کہ قوم او بونج است کہ در ۱۷۷۰ء کہ از سلطان محمد معظم بہادر شاہ تخت و علی تہلو بود۔ وارد ہندوستان شد و



کھنڈہ در رو میکرند تخت و تاج کرد، جسے ہر شاہ - "یہ ایک قطری امر ہے کہ ایک قبیلہ جو اس کے ہائی سے منسوب ہوتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پھولے ہاتھوں سے منسوب ہو کر ملیں، شاخ بن جاتی ہے جیسے بیج اگے جا کر پوسٹ ڈلی کھائے۔ انہی دھوڑ خان کے متعلق روشن خان اپنی کتاب "پہلوانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ" ص ۱۰۰ لکھتا ہے کہ انہیں پوسٹ ڈلی میں قبیلہ انڈلی کی ڈلی شاخ یا انڈلی کہتا ہے۔ ہندوستان میں مظیلہ حکومت کے گورنر ہونے کی وجہ سے ہندو زمیندار طور پر اور ہائی ہونے لگے اور خود کو رام کہلاتے گئے۔ مراد آباد "پہلی ہیبت" کھنڈہ "راج پور" "تیم کرن" "رام پور" حقیقت سلطنت مظیلہ کی گرفت سے نکل چکے تھے۔ سردار دھوڑ خان بیج نے ان حالات کو دیکھ کر افغانوں میں جو بعد میں روہیلہ اور جن کی اکثریت بیج تھی کی ایک جمیعت اکسمی کر کے کھنڈہ میں مل جل جا دی۔ روہیلہ ہم دونوں میں آپ یہ خبریں پہنچی تو افغان کثرت سے اپنے کھائی ملک افغانستان سے اور ہندوستان کے لاکھ علاقوں سے آکر اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس طرح پور کھنڈہ کو رو میکرند کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔ دھوڑ خان نے راج پور و فیروہ کے نواسی علاقے فتح کر کے ان کو رو میکرند میں شامل کر لیا۔ دھوڑ خان نے مراٹھوں کے ساتھ لڑائی میں بہت کارہائے نمایاں سرانجام دیے جن کے صلے میں میں مغل بادشاہ نے انہیں بریلی اور بدایوں کے علاقے بھی اپنی ریاست میں شامل کرنے کی اجازت دے دی اور دھوڑ خان کی ریاست کو رو میکرند کے نام سے تسلیم کر لیا۔ سردار دھوڑ خان رو میکرند پر میں سال مغل حکومت کر کے ۱۷۵۵ء میں فوت ہوئے۔ ان کے بعد علی محمد روہیلہ سکھان بنے جن کے بیٹے کا نام سدا اللہ خان تھا۔ علی محمد نے ماہ شمال ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۸۷۳ء ہجری ۱۲۹۵ء میں انتقال فرمایا۔ جہاں تک روہیلہ اور ان کی ہندوستان میں جائے سکونت رو میکرند کا تعلق ہے لفظ روہیلہ اصل میں "روہ" سے نکلا ہے جو افغانستان میں کوہ - ایک وسیع سلسلہ ہے جہاں خانہ رمت



خان بہ میدان اور دیگر بیٹی خانوادے کے مورث اسی کو ہستانی قلعہ ارض میں آباد  
تھے۔ اسی "روا" کی نسبت سے روہیلے کہلائے۔ موجودہ افغانستان کے صوبہ  
قدحار کے جس علاقہ میں بیٹی آباد ہیں اسے "شورلوک" کہا جاتا ہے۔ ہر کیف روا  
کی نسبت سے روہیلے اپنے کو ہستانی وطن سے نکل کر ایک تازہ دم فوج کی طرح  
ہندوستان میں داخل ہوئے اور کھنڈ کے علاقے میں جو بعد میں روہیلوں کی  
نسبت سے روہنگنڈ کہلایا آباد ہو گئے۔ کھنڈ یا روہنگنڈ کا زرخیز علاقہ اہلہ کے  
دامن میں لودھ کے شمال مغرب میں ہزار میل پر مشتمل ہے۔ افغانستان سے  
روہیلوں کی آمد طویل عرصے تک جاری رہی اور رفتہ رفتہ انہوں نے اپنی طبیعت  
ریاست قائم کر لی جس کا نام روہنگنڈ پڑا اور جس کا صدر مقام ایک عرصہ تک  
بریلی رہا۔ حافظ رحمت خان ہندوستان میں مستقل قیام کی غرض سے انھارویں  
صدی عیسوی کی تیسری یا چوتھی دہائی میں افغانستان سے ترک مکان کر کے یہاں  
آئے اسی زمانے میں اعلیٰ حضرت امیر رضا خان افغانی کے بہادر امیر محمد سید اللہ  
خان بیٹی افغانی بھی روہنگنڈ سکونت پذیر ہوئے۔ یہاں پر ہی انہوں نے مستقل  
طور پر رہائش اختیار فرمائی اس طرح یہ خانوادہ آج بھی اسی جگہ آباد ہے۔ جناب  
محمد سید اللہ خان بیٹی قدحار سے محمد شاہ مظفر شہنشاہ کے دور میں ہندوستان  
تشریف لائے۔ کچھ عرصہ لاہور ٹھہرے آپ "مکوش ہزاری" کے عہدے پر فائز  
کیا گیا اور شہادت جنگ کا خطاب عطا ہوا۔ بریلی (روہنگنڈ) میں سکونت اختیار  
کرنے پر آپ کو جاگیر عطا کی گئی جو ابھی تک اس خانوادے کے پاس ہے۔  
سید اللہ خان کے صاحبزادے محمد سعادت یا رضا خان اعلیٰ ریاستی عہدے پر فائز تھے۔  
ان کے بیٹے صاحبزادے محمد اعظم خان تھے۔ اعلیٰ حضرت شاہ امیر رضا خان افغانی  
کے ہی مورث تھے جنہوں نے ریاستی عہدے سے علیحدگی اختیار کر کے زہد و تقویٰ  
اختیار کیا اور ریاضت میں مشغول ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حافظ کاظم علی  
خان صاحب تھے جو خود نواب آصف الدولہ کے وزیر تھے۔



## حوالہ جات

- (۱) — روشن خان پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ
- (۲) — شیر محمد خان گنڈاپور تاریخ خورشید جہاں صفحہ نمبر ۳۶-۴۲
- (۳) — حاتی محمد زردار خان ہافز 'صولت افغانی'
- (۴) — محمد زرداری خان ہافز 'صولت افغانی' صفحہ ۴۴۳
- (۵) — روشن خان پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ صفحہ نمبر ۳۶
- (۶) — حاتی محمد زردار خان ہافز 'صولت افغانی' صفحہ نمبر ۴۴۳
- (۷) — شیر محمد گنڈاپور 'تاریخ خورشید جہاں' صفحہ نمبر ۳۶
- (۸) — تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی تالیف خواجہ نعمت اللہ بروہی ترجمہ  
ڈاکٹر محمد بشیر حسین صدر شعبہ قاری اور پرنسٹن کالج لاہور صفحہ نمبر ۵۵۵
- (۹) — تاریخ خان جہانی و مخزن افغانی صفحہ نمبر ۵۴۱-۵۴۵
- (۱۰) — قطب الدین بہاری رضوی 'حیات اعلیٰ حضرت' جلد اول مطبوعہ بریلی
- (۱۱) — صولت افغانی 'حاتی محمد زردار خان افغان'
- (۱۲) — تذکرہ پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ معتمد روشن خان صفحہ  
نمبر ۵۵
- (۱۳) — تاریخ خورشید جہاں معتمد شیر محمد خان گنڈاپور صفحہ نمبر ۱۸۶
- (۱۴) — صولت افغانی (احوال نسب افغان) معتمد حاتی محمد زردار خان صفحہ  
نمبر ۴۴
- (۱۵) — رحمان علی 'تذکرہ علما ہند' صفحہ ۹۸۔

بشکریہ :- ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، سمندری فیصل آباد

Facebook.com/Tehzeeb-e-Islam

Telegram: @Tehzeeb\_e\_Islam

جناب وقاص رضا القادری (مستقیم الفکر)